رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم ○

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

چندہ غیر ممالک کے نو شات روپے

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

Digtized by Khilafat Library

جلد ۶ | یکم اپریل ۱۹۱۹ء | شنبہ | ۲۸ جمادی الاخری ۱۳۳۷ھ | نمبر ۷۵

درس قرآن کریم سے کچھ !!

الحمدللہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ... ۳۱ مارچ ۱۹۱۹ء سے بوقت صبح مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا درس دینا شروع فرما دیا۔ یہ درس فی الحال ہفتہ میں دو بار ہوا کریگا احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ حضور کو کلی صحت عطا فرما دے تا حضور روزانہ درس فرما سکیں۔ کوشش کیجائیگی کہ بیرونی احباب کو بھی ان معارف اور حقائق سے آگاہ کیا جائے۔ اب درس سورۂ رعد کے چوتھے رکوع سے شروع ہوا ہے جس میں سے فی الحال چند آیتیں نائب اڈیٹر کی لکھی ہوئی شایع کی جاتی ہیں۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

اس میں جو اطمینان قلب کا ذکر ہے۔ اس سے بعض لوگوں نے غلطی کھائی۔ اور اس کے یہ معنی کر دیئے کہ اطمینان قلب سے سکون مراد ہے۔ اور بعض لوگ ذکر اللہ کا لازمہ اچھلنے اور ناچنے کو بھی سمجھتے ہیں اصل میں یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اچھل کود شریعت اور وقار کے خلاف ہے۔ اور سکون یعنی بے حسی بھی درست نہیں۔ ہم نظارہ کو دیکھتے ہیں کہ جب کسی کا اپنا عزیز ملجاتا ہے تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے دل میں شوق اٹھنے لگتا ہے اور ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر حرکت کی دو قسمیں ہیں (۱) حرکت اضطرابی (۲) حرکت فاعلی۔ چنانچہ لوہار جب ہتھوڑا چلاتا ہے تو اس کا ہاتھ حرکت کرتا ہے مگر اس میں اضطراب نہیں ہوتا۔ لیکن ایک واقف انسان جب ہتھوڑا چلاتا ہے۔ تو اسکی دو حرکتیں ہوتی ہیں۔ ایک حرکت فاعلی دوسری حرکت اضطرابی کہ ہتھوڑا مار نا آتا نہیں ہے اور پڑتا کس پر ہے۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل سے اضطراب دور ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی محبت اور وصل اور رضا کے حصول کا شوق بڑھ جاتا ہے۔ وھم یکفرون بالرحمٰن

یہ غلط ہے۔ کہ عرب میں رحمٰن کا لفظ نہ تھا کیونکہ عرب جاہلیت کے کلام سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ ان میں رحمٰن کا لفظ تھا یہاں مراد ہے۔ کہ وہ خدا کی صفت رحمانیت کا انکار کرتے ہیں۔ جس کے ماتحت قرآن کا نزول ہوا۔ اور یہ انھوں نے ضد سے کیا ہے۔ جیسا کہ مخالفین حق کا قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ضد سے اپنے مسلمات کا بھی انکار کر دیا کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود کی ضد میں بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اگر خدا بھی کہدے تو ہم مرزا صاحب کو نہیں مانیں گے۔ توکل کے یہ معنی جو بعض لوگ کرتے [illegible] درست نہیں یہ اسلام کے خلاف ہے۔ دیکھو رسول کریم متوکل تھے۔ مگر آپ جتنا کام کرنے والا نبیوں میں بھی نہیں مل سکتا۔ نئی شریعت کو آپ نے قائم کیا۔ سپہ سالار آپ تھے قاضی آپ تھے مفتی آپ تھے۔ منبر آپ نے [illegible] گھر کے کاروبار آپ کرتے

نظم

دو نظمیں جو سالانہ جلسہ پر حکیم احمد حسین صاحب احمد لائلپوری نے پڑھیں

محمد ہے وہ مشرق آفتاب نور یزداں کا
ملے جس کی غلامی میں نبوت وہ محمد ہے
یہودی رنگ میں آیا ہے تیرہ سو برس کے بعد
صدی کے سر پہ آیا ہی زمانہ آخری بھی ہے
وہ ایسے وقت آیا ہی کہ جس میں انبیا آئے
مسلماں اہل قرآں چھوڑ بیٹھے دین و ایماں۔
برائے آخریں لایا ہی ایماں جو ثریا سے
وہ فتنہ آج برپا تھا جسے مرسل بتاتے تھے
ذرا انصاف سے کہنا کہ کس نے آج دنیا کو
نشاں تو اسقدر ظاہر ہوئے اس کی صداقت کے
اکٹھے ہو گئے ہیں زلزلے قحط و وبا سارے
مکذب اور متردد اگر کچھ غور کرتے تو
نشاں کو دیکھ کر پھر بھی نہ مانا مفتری جانا
یہ کیوں ظالم گواہ ہونگے زمین عفنا تیاں ہیں
وہ دیکھیں غور سے حاصل ہو جن کو نور بینائی
بگٹ ڈوئی و آتھم بالمقابل میرے آقا کے
پرستار مسیح ناصری باتیں بناتے ہیں
خدا نے آریوں پر بھی نشاں یہ آج دکھلایا
غرض جتنے مذاہب تھے برہمو وہریہ یا اور
یہ سچی بات ہی جس کا زمانہ ایک قائل ہے

صبح صادق سے عیاں ہے جلوہ حسن قرآں کا
گمان و وہم سے برتر ہے رتبہ اس سلیماں کا
دہی تعلیم دی اس نے جو ایماں ہے مسلماں کا
گواہ اسکی صداقت پر گہن ہی ماہ رمضاں کا
ضرورت تھی کہ آئے وہ معلم دین و ایماں کا
یہاں تک کہ ثریا میں پتہ ملتا تھا ایماں کا
یہی وہ فارسی الاصل چمکتا ہے مسلماں کا
کہ حملہ آخری ندہب پہ ہوگا ایک شیطاں کا
مذاہب زیر کر کے پھر دکھایا حسن قرآں کا
تماشائے نظر ہے قطرہائے ابر باراں کا
ذرا تو خوف ہو ان کو خدا کی تیغ عریاں کا
پتہ قرآں سے ملتا انھیں کامل مسلماں کا
یہ کیسی قوم ہے جس کو نہیں کچھ پاس ایماں کا
گواہ ہے نقش پا رفتار مستان خراماں کا
سہیل آسماں ظاہر ہوا ہے دور مستاں کا
نشانہ بن گئے ہیں گردش گردوں گرداں کا
کوئی ان میں کا اب تک بھی نہ نکلا میداں کا
پتہ قاتل کا ہی ان کو نہیں قاتل کے ساماں کا
مسیحا سے ہوا دعماں انکی عقل حیراں کا
مسیحا نے بتائی ہے جو ہے ہمدرد انساں کا

"کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو"

ملا کر زہر میٹھے میں وہ دنیا کو کھلاتے ہیں
دوا اکسیر ہے اس زہر کی حق سے دعا کرنا
اٹھو ای نوجوانوں دین پر جاں کو فدا کر دیں
صحابہ کا نمونہ اپنی ہمت کو دکھا دیں ہیں
ذرا آگے چلو ہمت کرو دنیا کو دکھلا دو
غلام احمد مختار کو ہم نے نبی مانا
محمد مختار ہمارا محمد ستر قدرت ہے
کبھی بزدل نہیں ہوگا جو کوئی احمدی ہوگا
اگرچہ ساری دنیا بھی مقابل اس کے آ جائے
یقیں ہی اسکو سچی بات پہ کہ بات سچی ہے

یہی دیں ہے یہی مذہب یہی نیکی بھلائی ہے
یہ تریاق الٰہی ہے مسیحا نے بتائی ہے
مقدم دین ہی اپنا اسی میں ہی بھلائی ہے
یہی مرضی مولا میرے آقا نے بتائی ہے
فدائے دین احمد کی فدائی سب خدائی ہے
کہ یہیں شافع محشر محمد کی بڑائی ہے
مگر افسوس ناداں نے نہ کچھ بھی قدر پائی ہے
صحابہ کی وہ طاقت ہے جو طاقت اس نے پائی ہے
کبھی سر کو نہ پھیریگا یہ جرأت آزمائی ہے
وہ ہرگز ٹل نہیں سکتی جو احمد نے بتائی ہے

"کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو"

مخالفانہ لٹریچر کے لئے اعلان

تمام احباب کی خدمت میں خاص طور پر گذارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی رسالہ یا اشتہار موافقین یا مخالفین سلسلہ کی طرف سے سلسلہ کی موافقت یا مخالفت میں شائع ہو اس کی کم از کم دو کاپیاں ناظر صاحب تالیف و اشاعت قادیان کے بھیجا کریں۔ احمدی احباب اور بالخصوص سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ اس بات کا خیال رکھیں اور عند اللہ ماجور ہو کر ممنون فرما دیں۔ والسلام

خاکسار محمد عبد اللہ خاں عفی عنہ نائب ناظر

اطلاع

بخدمت جملہ سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ و دیگر احمدی صاحبان عرض ہے کہ پتہ لکھنے کے وقت اس بات کا ضرور لحاظ کیا جاوے۔ کہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ" قادیان کی خط و کتابت، دوسرے سکرٹری صاحبان کی خط و کتابت سے مل نہ جاوے۔ لہذا تمیز کے لئے جنرل سکرٹری پتہ پر لکھا جاوے۔ اور یہی لفظ اس انجمن کے سکرٹری کے لئے سرکار میں رجسٹرڈ کیا گیا تھا۔

خلیفہ رشید الدین۔ ایل۔ ایم۔ ایس
جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

بند دوم

اگر دیکھو تو دنیا میں دین مصطفائی ہے
یہی وہ ہے کہ جس کا بے مثل ہونے کا دعویٰ ہے
پڑا میسر کتا اور کٹ کیا جو اس پہ پڑتا ہے
تھے ہیں حامیان دین کے اس میں کیسے شاداں
بہت ترانہ ہیں سے آج وہ طاقت ہوئی ہے
یا دو عدد و نہ ہیلے ہیں چلی سر کا قدم ہیں

اسی دیں میں ہیں خدا کی ذات کی جلوہ نمائی ہے
اسی کے زندہ اعجازوں سے دنیا تھرتھرائی ہے
مثل تلوار کی اسکی مسیحا نے بتائی ہے
یہی وہ دیں ہیں اٹھانے ہیں یہی جی میں سمائی ہے
ابابیلوں نے صورت آسماں سے پھر دکھائی ہے
زنانہ دیکھی عالم کو دیکھو کیسی چھپائی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان یکم اپریل ۱۹۱۹ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بابت ۱۹۱۸ء

(جو مارچ ۱۹۱۹ء میں منعقد ہوا)

جلسہ کا تیسرا دن

۱۷ مارچ ۱۹۱۹ء

پہلا اجلاس

اس دن کے پہلے اجلاس کے صدر جناب میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل تھے۔ جنہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ آج کے پروگرام میں اول حافظ روشن علی صاحب کی تقریر ہے۔ اور ان کے بعد مولوی غلام رسول صاحب کی۔ مگر چونکہ حافظ صاحب کی تقریر کے بعد غیر مبایعین کے تجویز کردہ آدمی کو بولنے کا موقعہ دیا جائیگا۔ اور وہ ابھی تک تیار ہو کر نہیں آتے اس لئے اول مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تقریر کریں گے۔

اس کے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب نے باوجود علالت طبع اپنا مضمون پڑھ کر سنانا شروع کیا جو اس موضوع پر تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں پر کیا کیا احسان کئے۔ ابھی مضمون ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ غیر مبایعین آگئے۔ اور پریذیڈنٹ صاحب نے مولوی صاحب کا مضمون بند کرا کے فرمایا۔ اس وقت پروگرام کے مطابق حافظ صاحب کی تقریر اختلاف مابین مبایعین و غیر مبایعین پر ہے اس وقت ترقی اسلام کی طرف سے غیر مبایعین کو خط لکھے گئے تھے۔ کہ وہ جلسہ پر آکر تقریریں سنیں تاکہ ان کی غلط فہمی دور ہو سکے۔ اس خط میں یہ نہیں لکھا گیا تھا۔ اور نہ اخبار میں کوئی اس قسم کا اعلان ہوا تھا کہ انہیں جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے وقت دیا جائیگا۔ صرف یہاں آنے۔ اور تقریریں سننے کی دعوت تھی مگر ان مدعو شدہ غیر مبایعین میں سے جو چند ایک آئے ہیں۔ ان کے امیر سفر نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست دی کہ حافظ صاحب کی تقریر کے بعد ہمیں موقعہ دیا جائے۔ کہ ہم جس کو اپنے میں سے منتخب کریں۔ وہ ایک گھنٹہ تقریر کرے۔ حضرت صاحب نے اس درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ اب میر مدثر شاہ صاحب کو جنہیں غیر مبایعین نے اپنی طرف سے تقریر کرنے کے لئے منتخب کیا ہے اجازت ہے۔ کہ حافظ صاحب کی تقریر کے بعد اس کے متعلق ایک گھنٹہ تقریر کریں۔ اور اس کے جواب میں حافظ صاحب تقریر کرینگے۔ اور آخر میں پریذیڈنٹ کی تقریر ہوگی۔

جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر

مسئلہ نبوت پر

جناب حافظ صاحب نے تقریر شروع کی آپ نے تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجٰت ۔ تا آخر رکوع تلاوت کر کے فرمایا کہ

سلسلہ احمدیہ دنیا میں پہلا سلسلہ نہیں۔ بلکہ یہ سلسلہ پہلے انبیاء کے سلسلوں کی زندہ یادگار ہے پس اگر اس میں کے افراد میں اختلاف ہے۔ تو وہ اختلاف بھی کوئی نئی قسم کا اختلاف نہیں۔ بلکہ انہیں اقسام میں سے ہوگا۔ جو پہلے زمانہ میں پہلے سلسلوں میں ہوتے رہے۔

اختلاف پہلے بھی ہوتے رہے۔ اور آئندہ بھی ہونگے۔ مگر اختلاف دو قسم کے ہوتے ہیں ایک قبیح دوسرا حسن۔ اختلاف قبیح سے جہاں تک بچ سکے بچنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے تحت خطرناک نتائج نکلتے ہیں مگر اختلاف حسن سے کوئی حرج نہیں ہوتا

حضرت مسیح موعود جب تشریف لائے اور آپ نے دعوت پیش کی۔ اور دنیا کو حق کے قبول کرنے کیطرف بلایا۔ تو اس جماعت نے جس کا نام آپ نے جماعت احمدیہ رکھا۔ آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ اور آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر متحد ہو گئے۔ ان میں کوئی اختلاف قبیح نہ رہا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جماعت احمدیہ ایک امام اور ایک انتظام کے ماتحت تھی۔ پھر حضرت صاحب کی وفات کے بعد بھی ایک ہی رہی۔ اس کا ایک امام ایک انتظام۔ اور ایک ہی نظام تھا۔ اور ایک ہی مرکز کے ماتحت دنیا میں - کام کرتے دیکھے مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر کچھ لوگ جماعت سے الگ ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنا مرکز لاہور کو قرار دیا۔ ہم میں جو اختلاف رونما ہوئے وہ ترتیب کے لحاظ سے یوں ہوئے۔ کہ پہلے خلافت پر اس کے بعد مسئلہ تکفیر پر اور اس کے بعد مسئلہ نبوت پر حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں جو سب سے پہلا اختلاف شروع ہوا وہ مسئلہ خلافت پر تھا اور اس کا آغاز یوں ہوا کہ ۱۹۰۸ء کے جلسہ کی جو رپورٹ مولوی محمد علی صاحب نے شائع کی اس میں لکھا کہ جماعت احمدیہ ایک انجمن کے ماتحت ہے۔ حضرت مسیح موعود کے وقت مولوی نور الدین صاحب اس کے پریذیڈنٹ تھے۔ اور اب بھی وہی ہیں۔ اس پر چرچا ہوا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب پریذیڈنٹ کے اختیار رکھتے ہیں۔ یا خلیفہ کے۔ جب یہ بات پھیلی تو جنوری ۱۹۰۹ء میں حضرت مولوی صاحب نے لوگوں

کو مشورہ کے لئے بلایا۔ اور چھوٹی مسجد کی چھت پر لوگ جمع ہوئے۔ حضرت خلیفہ اول نے تقریر کی اور خلافت کے خلاف آواز اٹھانے والے مولوی محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین سے دوبارہ بیعت لی۔ اس پر سمجھا گیا کہ یہ فتنہ دب گیا ہے۔ لیکن وہ اندر ہی اندر پھیلتا رہا۔ آخر ۱۹۱۳ء میں خفیہ ٹریکٹ شائع ہوئے جن میں حضرت مولوی صاحب پر اعتراض کئے گئے اور لکھا گیا کہ وصیت کی منشاء یہ ہے کہ جماعت انجمن کے ماتحت ہو۔ نہ کہ خلیفہ کے۔ ان ٹریکٹوں کے جواب میں حضرت خلیفہ اول کے حکم سے ایک رسالہ شائع ہوا جس کا نام خلافت احمدیہ ہے۔ اس کا مضمون حضرت خلیفہ اول کو دکھلایا گیا۔ جسے آپ نے لفظاً لفظاً پڑھا۔ اور اس پر بعض الفاظ اپنے ہاتھ سے لکھے۔

اس کے بعد تکفیر کے مسئلہ میں اختلاف ہوا۔ اور وہ بھی انہی لوگوں کا پیدا کیا ہوا تھا چنانچہ جب خواجہ صاحب کو ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لئے اس قسم کے لیکچر اطراف ہندوستان میں دینا پڑے جن میں سلسلہ کا کوئی ذکر نہیں ہوتا تھا۔ اور عام لوگ خوش ہو جاتے تھے۔ لیکن بعض ان سے پوچھ بیٹھے کہ تم ہمیں کیا کہتے ہو یعنی ہمیں کافر سمجھتے ہو یا مسلمان اس کا جواب وہ زبانی دیا کرتے لیکن ایک دفعہ انھوں نے لکھ دیا کہ ہم سب کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ کافر وہی ہے جو ہمیں کافر سمجھے پھر اسی کے متعلق ان کی طرف سے مضمون شائع ہوا۔

اس کے جواب میں حضرت خلیفہ ثانی نے ایک مضمون تشحیذ الاذہان میں شائع کیا جس میں لکھا کہ مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے اس مضمون کو غیر احمدیوں نے بھی بکثرت چھپوا کر شائع کیا۔

اس کے بعد مسئلہ نبوت پر بحث چلی مولوی شیر علی صاحب نے ایک مضمون ریویو میں لکھا جس میں نبوت مسیح موعود کا ذکر تھا۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب نے جو ریویو کے ایڈیٹر تھے نوٹ لکھا۔ جو اس رنگ کا تھا کہ حضرت مسیح موعود کو غیر نبی سمجھا جائے۔ اس میں مسئلہ نبوت میں اختلاف شروع ہوا۔

یہ ہے اختلاف کی تاریخ۔ اس میں گو واقعہ کے لحاظ سے نبوت کا مسئلہ آخر میں چھڑا مگر بنیادی یہی ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے بھی لکھا ہے۔ کہ اگر اس کا فیصلہ ہو جائے تو باقی سب باتوں کا فیصلہ خود بخود ہو جاتا ہے اس لئے پہلے میں اس کے متعلق ذکر کرونگا۔

مسئلہ نبوت کے متعلق بیان کرنے سے پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم حضرت مسیح موعود کو کیا سمجھتے ہیں اور انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبران کیا سمجھتے ہیں۔

ہم حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود۔ مہدی معہود۔ مجدد الوقت امام الزمان۔ ظلی اور بروزی نبی سمجھتے ہیں۔ اور وہ بھی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم ان دعاوی کو تسلیم کرتے ہیں جہاں تک میں سمجھا ہوں ان میں اور ہم میں اختلاف ظلی اور بروزی کی تشریح کے متعلق ہے۔ وہ ظلی اور بروزی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ نبی نہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ ظلی اور بروزی کے الفاظ سے آپ کی نبوت میں کوئی نقص نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ ظلی اور بروزی نبوت نبوت کی ایک قسم ہے۔ اور اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو جو کچھ حاصل ہوا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا۔ پہلے نبیوں کے بعد محدثین کا سلسلہ ہوتا تھا۔ آنحضرت کے بعد بھی ہوا مگر آنحضرت کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ آپ کی اتباع سے درجہ نبوت بھی حاصل ہو سکتا ہے

اس مسئلہ کے لئے ہمیں قرآن و حدیث کی طرف جانا چاہیئے سب سے پہلے ہم آیت خاتم النبیین کو لیتے ہیں۔ یہ وہ آیت ہے جس کو غیر مبایعین کی طرف سے آنحضرت صلعم کے بعد مانع نبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن میں آپ کو انشاء اللہ بتاؤنگا کہ یہ آیت نبی کے آنے میں مانع نہیں۔ بلکہ اس سے ثابت ہے کہ آنحضرت کے بعد نبی آسکتا ہے۔ آیت یہ ہے۔ کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئ علیما۔ اس کے لفظی معنی یہ ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے۔ اس آیت کا پہلا حصہ یہ ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم۔ کہ محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اس کے بعد ہے ولکن رسول اللہ لیکن اللہ کے رسول ہیں۔ یہاں لکن کا لفظ جو استدراک کے لئے آیا کرتا ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ پہلے جملہ سے کوئی شبہ پیدا ہوتا تھا۔ اس کے دور کرنے کے لئے۔ یہ لایا گیا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ پہلے جملہ سے کونسا شبہ اٹھتا ہے ظاہر ہے۔ کہ اسی سورت کے ابتداء میں خدا تعالےٰ نے رسول کریم کی ازواج مطہرات کو مومنین کی مائیں قرار دیا ہے اور جب آپ کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہوئیں تو آپ بدرجہ اولیٰ باپ ہوئے سو چونکہ اسی سورت میں پہلے رسول کریم کی ابوۃ ظاہر کی گئی ہے اور یہاں پر آپ کی ابوت سے انکار کیا ہے اس لئے یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ آپ کسی قسم کے بھی باپ نہیں رہے۔ کیونکہ یہ تو لوگ جانتے تھے۔ کہ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ تو یہاں آپکی ابوۃ سے انکار کرنے کے یہ معنی تھے کہ آپ کی روحانی ابوت بھی نہیں رہی۔ چونکہ یہاں

ایک غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس کے آگے حرف لکن جو حرف استدراک ہے لایا گیا جو پچھلے شبہ کے دفعیہ کے لئے ہے۔ اور فرمایا ولٰکن رسول اللہ لیکن آپ رسول اللہ ہیں پہلے جہاں آپ کی ابوۃ کو ثابت کیا گیا تھا وہاں آپ کی ابوت بحیثیت رسالت تھی۔ پس جب آپکی ابوت سے انکار کیا تو خیال پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ شاید آپ رسول بھی نہیں رہے۔ اس لئے فرمایا نہیں رسول تو آپ ہیں یعنی آپ کی ابوۃ جسمانی سے انکار کیا گیا۔ ابوۃ روحانی باقی ہے۔ آگے ہے وخاتم النبیین اسپر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اسلوب بیان بتاتا ہے کہ یہ فقرہ پہلے جزو سے خلاف نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا مؤید اور اس کی اور زیادہ وضاحت کرنے کے لئے ہے۔ اس لئے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بیشک مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ مگر آپ روحانی طور پر مومنوں کے باپ ہیں۔ اور نہ صرف مومنوں کے باپ ہیں بلکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے۔ آپ کی توجہ روحانی سے مومن ہی نہیں بنیں گے بلکہ آپکی روحانی توجہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نبی بنا دیگا۔ پس اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم کے بعد آپکی اتباع اور فرمانبرداری سے نبی آسکتا ہے۔

ایک اور آیت بھی ہے جس کو وہ ان معنوں میں پیش کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے آنے میں روک ہے۔ چنانچہ وہ آیت یہ ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اس آیت سے وہ یہ مطلب نکالتے ہیں۔ کہ نبی تو مطاع بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ حضرت مسیح موعود حضرت نبی کریم کے مطیع ہیں اس لئے اس آیت کے رو سے وہ نبی نہیں ہو سکتے اس کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ کہ اس آیت کے تو یہ معنی ہیں کہ نبی مطاع بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ اس سے یہ کہاں سے ثابت ہو گیا کہ نبی کسی کا بھی مطیع نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے۔ تو یہ کہنا غلط ہے کہ نبی مطیع نہیں ہو سکتا۔ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ نبی کو اس لئے بھیجا جاتا ہے۔ کہ جن لوگوں کی طرف اسکی بعثت ہوتی ہے۔ وہ اس کی اطاعت کریں۔ اور نبی ان کا مطاع ہوتا ہے۔

اس آیت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں حضرت مسیح کے دوبارہ امت محمدیہ میں آنے میں روک بتایا وہاں اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ ایک دفعہ بنی اسرائیل میں اس لئے تو مبعوث ہو چکے کہ ان کے مطاع بنائے جائیں اب ان کو امت محمدیہ میں جب لایا جائیگا۔ تو گویا اس کی غرض یہ ہوگی کہ وہ آکر اطاعت کریں۔ اور نئے سرے سے مسلم بنیں۔ یہ بے شک آیت کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایک نبی کو اس کے درجہ سے ہٹا کر مطیع بنانا اس کے درجہ میں تنزل کرنا ہے۔ لیکن مطیع کے درجہ میں ترقی ہونا منافی نہیں ہے۔

ایک اور آیت ہے جس کے متعلق سنا گیا ہے۔ کہ بعد آنحضرت صلعم نبی کے آنے میں روک کے طور پر پیش کرتے ہیں جو یہ ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ کہ ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجتے ہیں کہتے ہیں چونکہ حضرت مسیح موعود کو مختلف زبانوں میں وحی ہوتی اس لئے آپ نبی نہیں ہو سکتے۔ مگر یہ ثابت ہے۔ کہ آنحضرت کو بھی عربی کے سوا اور زبانوں میں وحی ہوتی تھی۔ تو کیا آپ کی نبوت سے بھی انکار کر دیا جائیگا۔ دراصل مراد اس آیت سے یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم جو رسول بھیجتے ہیں۔ اسے وہ زبان دیکر بھیجتے ہیں۔ جو اس قوم میں کامل زبان سمجھی جاتی ہے۔ اس زمانہ میں عربی زبان چونکہ سب سے زیادہ قابل عزت سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے اسی میں حضرت مسیح موعود کو کمال دیکر بھیجا گیا۔ چنانچہ آپ کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا

اس کے بعد میں احادیث کو لیتا ہوں چونکہ وقت کم ہے۔ اور ہر ایک دلیل کے متعلق مفصل گفتگو نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کچھ کچھ بیان کرتا ہوں۔ حدیث کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب آچکا ہے۔ لا نبی بعدی۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں تو کس طرح کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں دو راہیں اختیار کی جا سکتی ہیں اول یہ منطق کے رو سے کلیہ سالبہ ہے۔ اور منطقیوں کے نزدیک اس کی نقیض جزئیہ موجبہ ہوتا ہے۔ اور وہ عیسیٰ نبی اللہ کا آنا ہے۔ پس اس حدیث سے اگر یہ معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو اس کے نقیض نے بتا دیا کہ ہاں عیسیٰ نبی اللہ ضرور آئیگا۔ دوسری بخاری شریف ہی کی یہ حدیث ہے کہ اذا ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ۔ اذا ہلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ۔ قیصر جو روم کا بادشاہ ہے فوت ہو جائیگا۔ تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اور جب کسریٰ جو ایران کا بادشاہ ہے فوت ہو جائیگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔

اب یہ متحقق ہے کہ اس قیصر کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اور قیصر ہوئے۔ اور اس کسریٰ کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اس کی ذریت سے اور کسریٰ ہوئے۔ پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوا۔ چنانچہ اس کے متعلق اہل علم کو جب فکر پیدا ہوئی۔ تو انھوں نے غور کیا۔ اور آخر اس کا یہ مطلب قرار دیا گیا کہ قیصر و کسریٰ تو ہونگے۔ مگر اس شان و جلال کے نہ ہوں گے۔ جیسے رسول اللہ کے وقت تھے۔ یا ویسے نہ ہونگے جیسے پہلے تھے۔ وہ دشمن تھے اور بعد میں اتباع کرنے والے ہوئے۔ ایسا ہی ہم لا نبی بعدی والی حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا جس شان کے رسول کریم تھے۔ لیکن آپ کی اطاعت اور آپ کے فیض سے نبی ہو سکتے ہیں۔

ان مواخذات کے رفع کرنے کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم کے بعد نبی کے آنے کی اور موئیدات بھی ہیں

یا نہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ استخلاف سے آنحضرت کے بعد نبوت کے جاری ہونیکی تائید ہوتی ہے۔ اور اس کے علاوہ سورہ فاتحہ میں مسلمانوں سے تمام ان انعامات کے دینے کا وعدہ کیا گیا ہے جو پہلے لوگوں کو دئے گئے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ انعام اسی وقت انعام ہوا کرتا ہے جب اسکی ضرورت ہو۔ چنانچہ مسلمانوں کو رسول کریم صلعم کے بعد سلطنت کی ضرورت تھی اسوقت ان کو سلطنت کا انعام دیا گیا۔ لیکن اب انکو نبوت کی ضرورت تھی اس لئے نبوت کا انعام دیا گیا۔ آنحضرت کے معًا بعد نبی کی اس لئے ضرورت نہ تھی کہ اسوقت لوگوں کی علمی اور اعتقادی حالت نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی اور اگر اسوقت نبوت دیجاتی تو وہ انعام نہ ہوتا اور جب ضرورت ہوئی تو یہ انعام پوری طرح دیا گیا۔ باقی رہیں حضرت مسیح موعود کی کتابیں۔ بیشک حضرت صاحب نے پہلے نبوت سے انکار فرمایا ہے۔ مگر اس کے لئے آپ نے قاعدہ کلیہ کے طور پر بتا دیا ہے کہ

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہیں معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷)"

اس قاعدہ کلیہ سے جو خود مسیح موعود نے قرار دیا ہے ان تمام حوالوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے جو غیر مبایعین پیش کرتے ہیں۔

چونکہ وقت زیادہ ہو گیا تھا۔ اس لئے جناب حافظ صاحب مسئلہ کفر و اسلام اور خلافت کے متعلق نہ بیان کر سکے۔ اور اتنا کہہ کر بیٹھ گئے کہ اس وقت وقت کی تنگی کی وجہ سے خلافت اور تکفیر کے مسئلہ بیان نہیں ہو سکے۔ مگر وہ اسکی فرع ہیں۔ جب نبوت ثابت ہو گئی تو وہ بھی خود بخود ثابت ہو گئے۔

پریزیڈنٹ صاحب کی طرف سے ہدایت

اس کے بعد جناب میر محمد اسحاق صاحب نے فرمایا "مباحثہ کا یہ اصل ہے۔ کہ جو دلائل مدعی پیش کرے معترض انہیں پر تنقید کرے۔ پس میں بحیثیت صدر میر مدثر شاہ کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ حافظ صاحب نے جو کچھ بیان کیا ہے اس پر تنقید کریں۔ اور ان کے دلائل کو غلط ثابت کریں۔ اس کے بعد ان کا حق ہوگا کہ مسیح موعود کے غیر نبی ہونے کے حوالے پیش کریں۔

دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ میر مدثر شاہ صاحب جو اعتراض کریں گے۔ ان کا جواب حافظ صاحب دیں گے۔ اور پھر پریزیڈنٹ کی تقریر ہوگی۔"

میر مدثر شاہ صاحب کی تقریر

اس کے بعد میر مدثر شاہ صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر کی جسے مفصل طور پر پھر شائع کیا جائیگا۔ اس وقت نمونۃً بعض باتیں درج کی جاتی ہیں۔ میر صاحب نے آیۃ خاتم النبیین کی تلاوت کے بعد کہا کہ اس آیت سے تو ثابت ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ مگر آپ لوگ (مبایعین) کہتے ہیں کہ اور نبی آئیگا۔ اب شریعت آچکی ہے نبی کی کیا ضرورت ہے۔ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے مرزا صاحب نبی نہیں بلکہ جیسے امت محمدیہ میں اور مجدد ہوئے ہیں۔ ویسے ہی ایک مرزا صاحب ہے اور جس طرح اوروں میں نبوۃ کا رنگ تھا۔ اسی طرح اس میں ہے۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اتباع کی اس لئے وہ نبی بن گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کیا حضرت ابوبکر نے پوری اتباع نہیں کی تھی۔ اگر کی تھی تو وہ کیوں نبی نہ بنائے گئے۔ پھر حضرت عمر کیوں نہ بنائے گئے۔ عثمان و علی کیوں نہ بنائے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت ضرورت نہ تھی میں کہتا ہوں ضرورت کا پیدا کرنا خدا کا فرض تھا۔

کہا جاتا ہے کہ پہلے جو اولیاء گذرے وہ محدث تھے۔ مگر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ رسول کریم کے فیض میں ترقی ہوتی گئی۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے محدث اور مجدد ہوتے تھے۔ مگر اب رسول کریم کے فیض میں ترقی ہونے کی وجہ سے ایک نبی بن گیا۔ میں کہتا ہوں شاید اس سے آگے اور بھی ترقی ہو۔ اور نبی سے کچھ اور بن جائے۔ مگر میں کہتا ہوں مرزا صاحب کے متعلق کس قسم کی ترقی پیش کرتے ہو۔ پہلے محدث اور مجدد تو اپنا دعویٰ سمجھتے تھے۔ مگر مرزا صاحب ایسا پیش کرتے ہو۔ جن کی نسبت کہتے ہو کہ ۱۵-۱۶ سال تک اپنا دعویٰ ہی نہیں سمجھ سکے۔ عجیب بات ہے مرزا صاحب کو خدا نبی کہتا اور وہ نبی کا کام کرتا رہا۔ مگر اپنے دعوے کو نہ سمجھا تم لوگ یہ کس قسم کا انسان پیش کرتے ہو۔ یہ تو مجددیت کے درجے سے بھی گر جاتا ہے۔ رسول کریم کے علم نے عجیب ترقی کی کہ پہلے مجدد تو اپنے عہدہ کو سمجھتے رہے مگر جو عظیم الشان نبی آیا۔ وہ نہیں سمجھتا کہ میں کیا ہوں یہ تو تنزل ہے۔ پھر زمانہ کا نبی نہیں سمجھتا کہ میں نبی ہوں یہ نبی تھا یا نہیں مگر مولوی محمد حسین ان کی تحریروں کو پڑھ کر سمجھ لیتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اب بتاؤ محمد حسین کو کیا کہوں۔ خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں کو ختم کرنے والا۔ آیت کہتی ہے نبی نہیں آسکتے۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ آسکتے ہیں۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی آجائے تو آپ خاتم النبیین نہیں رہ سکتے۔ پس امت محمدیہ کے لئے کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور دوسروں کے لئے آئے تو آئے۔

اس قسم کے بیہودہ اور دل آزار فقرات مدثر شاہ صاحب ایک گھنٹہ تک استعمال کرتے اور سامعین

سے بار بار لکھتے کہ مجھے سمجھاؤ۔ مرزا صاحب کیسا نبی تھا
ان۔ کے دوسرے قسم کے طرز کلام سے سامعین کی سخت
دل آزاری ہوئی۔

جناب سید محمد اسحاق صاحب کی تقریر

جب وہ بیٹھ گئے تو جناب سید محمد اسحاق صاحب نے فرمایا۔ کہ چونکہ میر مدثر شاہ صاحب حافظ صاحب کی کسی دلیل کو توڑ نہیں سکے۔ بلکہ ان کی تقریر کو چھوا تک نہیں۔ اس لئے حافظ صاحب کو بولنے کی ضرورت نہیں۔ میں ہی کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ میر مدثر شاہ صاحب نے کہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ اس لئے کہ حضرت صاحب کو اگر رسول کریم کی کامل اتباع سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے۔ تو کامل اتباع حضرت ابوبکرؓ نے بھی کی وہ کیوں نبی نہ ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ وجہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے نبی نہ ہونے کی تو پھر آپ مجدد بھی نہیں ہو سکتے۔ مسیح موعود بھی نہیں ہو سکتے۔ مامور بھی نہیں ہو سکتے جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ درجہ حضرت ابوبکرؓ کو حاصل نہیں ہے۔ پس اگر حضرت ابوبکر کا نبی نہ ہونا دلیل ہے اس امر کی کہ مسیح موعود نبی نہیں۔ تو غیر مبایعین اعلان کر دیں۔ کہ مرزا صاحب نہ مجدد ہیں۔ نہ مہدی ہیں نہ مامور ہیں نہ محدث ہیں نہ ظلی اور بروزی نبی ہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب عجیب نبی تھے کہ وہ اپنے دعوے کو نہ سمجھے۔ محمد حسین بٹالوی نے سمجھ لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ محمد حسین کی نظر مرزا صاحب سے تیز تھی۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب کا ہی ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ اعجاز احمدی میں فرماتے ہیں:-

"میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے۔ کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔"

پھر فرماتے ہیں۔

"وہ ذکر یعنی براہین میں مسیح موعود ہونے کا ذکر ایسا صاف تھا کہ لدھیانہ کے مولوی محمد اور عبدالعزیز اور عبداللہ نے اسی زمانہ میں اعتراض کیا تھا کہ یہ شخص اپنا نام عیسیٰ رکھتا ہے۔ اور عیسیٰ کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ سب اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔"

کیا یہ بعینہ وہی مثال نہیں ہے۔ جو مدثر شاہ صاحب نے پیش کی ہے۔

پھر دیکھو مسیح موعود کاسر صلیب تھے مگر آپ نے تو ایک وقت براہین احمدیہ میں حضرت مسیح کو زندہ لکھا۔ اور سید احمد خاں نے وفات مسیح کا ذکر کیا۔ پھر اور دیکھو ابو طالب کو بحیرا راہب تو رسول کریم کے متعلق کہتا ہے۔ کہ یہ نبی ہونے والا ہے۔ مگر خود آنحضرت اس وقت نہیں سمجھتے۔ کہ میں نبی بننے والا ہوں۔

پس اگر لدھیانہ کے مولویوں کی نظر میں اس وقت حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے جبکہ آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ اگر حضرت مرزا صاحب اس وقت حضرت مسیح کے زندہ ہونے کے قائل تھے جبکہ سر سید انہیں وفات یافتہ مانتے تھے۔ اگر بحیرا راہب نے رسول کریم کے متعلق اس وقت بتایا کہ یہ نبی ہوں گے جبکہ آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ تو یہ تسلیم کرنے میں کیا حرج ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب ایک وقت جو نہ سمجھتے تھے۔ وہ محمد حسین نے آپ کی تحریر سے سمجھا۔

حافظ صاحب نے اذا ہلک قیصر کی نہایت لطیف شرح کی ہے۔ لیکن مدثر شاہ صاحب نے اس کی طرف خیال نہیں کیا۔ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اسے غلط ثابت کریں اگر وہ تیار ہوں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اس وقت تو میر مدثر شاہ صاحب نے بالکل جرأت نہ کی۔ لیکن جلسہ برخاست ہونے پر لا نبی بعدی والی حدیث کے متعلق بولنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ جس پر کہا گیا کہ اس کے لئے وقت دینے کا اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ اذا ہلک قیصر والی حدیث کے متعلق اگر آپ کچھ کہنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں۔ اس کے لئے وہ تیار نہ ہوئے۔ اور لوگ نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس پر اس اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرا اجلاس

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دوسری تقریر

نماز ظہر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر شروع ہوئی۔ حضور نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

چونکہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اس لئے میں نے بڑھتے ہوئے کاموں کے لئے ایک انتظام کیا ہے۔ جس کے ماتحت وہ تمام دقتیں جو ہمیشہ پیش رہتی ہیں رفع ہوتی رہیں گی۔ میں نے ایک سکیم تجویز کر کے باہر احباب کے پاس بھیجی تھی۔ اور احباب کے مشورہ اور دعاؤں کے بعد یکم جنوری ۱۹۱۹ء سے اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔ اب تک چونکہ خاص خاص لوگ خاص کاموں کے ذمہ دار نہ ہوتے تھے۔ اس لئے بعض امور میں کمی رہ جاتی تھی۔ مثلاً مخالفین کے اعتراضات کے جوابات گو ہماری طرف سے دیئے جاتے تھے مگر اسی طرح کہ کوئی دوست اپنے شوق سے کسی کا جواب لکھ دیتے۔ یہ نہیں تھا کہ خاص طور پر اس کام کے لئے آدمی مقرر تھے۔ اس وجہ سے گویا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں ہمارا فرض حضور کے ذمہ ہوتا تھا۔ مگر اب مخالفین کے اعتراضات کا بوجھ ہمارے ذمہ ہے۔ بعض لوگ خیال کر لیتے ہیں کہ فلاں اعتراض لغو ہے۔ اس لئے اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ کوئی اعتراض خواہ لغو ہی کیوں نہ ہو اس کے اثر کو دیکھنا چاہیئے مگر کوئی اعتراض بظاہر لغو ہے۔ مگر مخلوق خدا کو زیادہ گمراہ

کرتا ہے۔ تو وہ اس علمی اعتراض سے بڑا ہے جس کا اثر مخلوق کے لئے گمراہی کی صورت میں کچھ بھی ظاہر نہ ہوتا ہو۔

پس اب تک ہمارے ذمہ اعتراضات تھے اس لئے ایک صیغہ تجویز کیا گیا ہے۔ جس کا فرض ہوگا کہ مخالفین کے تمام قسم کے اعتراضات کو فراہم کرے اور ان کا جواب جس طرح مناسب ہو شائع کرے۔

اس نئے انتظام کے ماتحت چار صیغے ہیں (۱) ناظر بیت المال۔ جس کا فرض ہے۔ کہ روپیہ کی آمدنی کے وسائل پر غور کرے اور سلسلہ کے اخراجات کے لئے روپیہ فراہم کرے۔ (۲) ناظر تالیف اشاعت اس کا کام ہے۔ مخالفین کے اعتراضات کو جمع کرکے اور ان کے جواب لکھائے۔ نیز سلسلہ کی تائید میں نئے دلائل بہم پہنچائے۔ (۳) صیغہ تعلیم و تربیت ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ جماعت کی آئندہ نسلوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے متعلق بہترین تجاویز سوچے۔ اور ان پر عمل کرے۔ کیونکہ جس قوم کی آئندہ نسلوں کی حالت اچھی نہ ہو وہ ترقی نہیں کرسکتی۔ (۴) صیغہ امور عامہ اس میں جماعت کے تمام سیاسی۔ تجارتی۔ ملازمتی صنعتی و حرفتی اور زراعتی امور کے متعلق تجاویز ہونگی اور ان کو زیر عمل لایا جاویگا۔ بیاہ و شادی میں جو دقتیں ہیں۔ ان کو رفع کرنیکی کوشش بھی یہی صیغہ کریگا پھر محکمہ افتاء ہے۔ کہ ان کے سوا اور کوئی فتویٰ نہیں دے سکیگا۔ اور جماعت میں جو جھگڑے ہوں ان کے فیصلے اس کے سپرد ہونگے۔ ان تمام محکموں کا ایک ناظر اعلیٰ ہے۔ جو ہفتہ وار ان ماتحت محکموں کی مجھکو رپورٹ سناتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے میری طرف سے ہدایات حاصل کرتا ہے۔ اس نئے انتظام میں اس وقت تک کہ ابھی دو اڑھائی ماہ ہوئے ہیں بہت کامیابی ہوئی ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ اس سے بہت کچھ فوائد ہونگی امید ہے میرے اس وقت اس کے متعلق بتانیکی غرض ہے۔ کہ آپ لوگ ان صیغوں میں کام کرنے والوں کی مدد کریں۔ اور ان کی طرف سے جن امور میں آپ لوگوں سے امداد حاصل کی جائے وہ بہت کوشش اور سعی سے دیں۔

میرا ارادہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرنے والا ہے کہ ایک اخبار گزٹ کے طور پر ہو جس میں ان صیغوں کے متعلق اہم باتیں اور تغیر و تبدل کی اطلاعیں شائع ہوتی رہیں۔

ناظر بیت المال نے اس وقت چند باتیں لکھ کر دی ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں ان کا اعلان کردوں وہ کہتے ہیں احباب نے جو پہلے وعدے کئے تھے۔ وہ پورے نہیں ہوئے اب ان کو پہلے وعدے معاف کردیئے جائیں۔ اور آئندہ کے لئے نئے وعدے کرنے کی تحریک کی جائے۔ اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ وہ پہلے وعدے ضرور پورا کریں۔ چاہے آئندہ کے لئے نہ کریں۔ کیونکہ وہ ان کے ذمہ قرض ہے۔ اور اس کا صاف ہونا بہت ضروری ہے۔ دوسرے وہ کہتے ہیں زکوٰۃ کے باقاعدہ ادا کرنے کی ہدایت کی جائے۔ مگر اس کے متعلق میرے اعلان کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ایسا ضروری اور اہم امر ہے کہ صدیق اکبرؓ نے زکوٰۃ کے منکروں سے کافروں والا سلوک کیا تھا۔

اب میں ایک اور بات بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ پیغامیوں کی طرف سے صلح کا پیغام دیا گیا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ لوگ جو جنگ کے بانی تھے صلح کا پیغام دیتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ بعض دفعہ شیطان بھی فرشتہ کے لباس میں آجایا کرتا ہے۔ ان کی پیش کردہ شرائط بظاہر تو نہایت نرم اور آسان معلوم ہونگی۔ لیکن ان کی اصلیت اور حقیقت پر غور کیا جائے اور انہیں کھول کر دیکھا جائے۔ تو ثابت ہوگا کہ ہر طرح ہمیں نقصان پہنچانیکی کوشش کی گئی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جنہوں نے سلسلہ حقہ سے بغاوت اختیار کی ہے ان سے کیسے صلح ہوسکتی ہے جب تک کہ وہ بغاوت نہ چھوڑیں۔ جب حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ میں جھگڑا اٹھا۔ ایک دفعہ امیر معاویہؓ نے خواہش ظاہر کی کہ میں آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تو میرے پاس اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک خدا ہم میں اور تم میں فیصلہ نہ کردے۔ بات یہ ہے صلح غیروں کیساتھ ہوسکتی ہے مگر جو اپنے کہلا کر بغاوت کریں وہ جب تک بغاوت سے باز نہ آئیں ان سے صلح نہیں ہوسکتی اس دفعہ انھوں نے کوشش کی کہ جلسہ میں ان کو اپنے شبہات کے پیش کرنیکا موقعہ دیا جائے میں نے بعض مصالح کی وجہ سے۔ اور اس وجہ سے کہ وہ بالکل ہی مایوس ہو جائیں اجازت دیدی یہ اجازت صرف اسی دفعہ سے مخصوص تھی جو آئندہ کے واسطے سند نہیں ہوسکتی۔ ہمارا جلسہ مناظرہ کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ تعلیم کے لئے ہوتا ہے۔ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مقدس سٹیج ہے۔ اس پر باغیوں کے لئے جگہ نہیں۔ ہمارے اور ان کے بحث و مباحثہ بہت ہو چکے۔ اب کسی فیصلہ کی طرف آنا چاہیئے۔ میں تو ان کے نزدیک بچہ ہوں۔ جاہل ہوں۔ نادان ہوں۔ خوشامدیوں میں گھرا ہوا ہوں۔ خدا کی مخلوق کو گمراہ کرتا ہوں دین حق سے ہٹ چکا ہوں۔ اور وہ بڑے اہل الرائے ہیں۔ صاحب علم ہیں۔ تجربہ کار ہیں۔ اور دین پر قائم ہیں۔ مگر یہ کیا بات ہے۔ کہ وہ خدا جو سچوں کا حامی ہوتا ہے۔ وہ ہر رنگ میں میری تائید کرتا اور مجھے ہی علوم دیتا ہے۔ اور وہ لوگ علوم سے محروم ہیں۔ یہ بات میں اپنی بڑائی کے لئے نہیں کہتا۔ بلکہ اس لئے کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود کی خلافت کے منصب پر قائم کیا ہے۔ اس سے اس منصب کا احترام اور صداقت ظاہر ہوتی ہے ورنہ میں تو کسی بات کا مدعی نہیں۔ پس کیوں وہ لوگ گیدڑوں اور لومڑیوں کی طرح چھپ چھپ کے حملے کرتے ہیں۔ کیوں نہیں میدان میں آتے۔ اور فیصلہ کر لیتے۔ میں نے

ان کو کہا کہ آؤ قرآن کریم کی بالمقابل تفسیر لکھو۔ اور دیکھو خدا کس کی تائید معارف اور علوم کے ذریعہ کرتا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ آؤ خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہے۔ وہ ہلاک ہو۔ اس کے لئے بھی وہ تیار نہ ہوئے۔ اب ان کے غلطی پر ہونے میں کیا شک رہگیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر رنگ میں اور ہر طرح میری تائید فرما رہا ہے۔ اور ان کی کچھ تائید نہیں کرتا۔ یہی ان کے بے راہ ہونے کی خدائی شہادت ہے۔ وہ یاد رکھیں یہ زمانہ بدلہ لینے کا ہے پہلے یوسف کو یوسف کے بھائیوں نے کنعان سے نکالا تھا۔ لیکن خدا نے اس یوسف کو اس لئے بھیجا ہے۔ کہ یہ اپنے دشمن بھائیوں کے قادیان سے نکلنے کا موجب ہو جائے۔ مجھکو کہتے ہیں کہ عثمان ہے۔ میں کہتا ہوں ہاں عثمان ہوں۔ مگر وہ عثمان تو دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہوا اور میں وہ عثمان ہوں کہ میری مخالف ناکام رہیں گے اور ناکام رہے ہیں۔ اس ذکر کو چھوڑ کر اب میں اپنی جماعت کو بتاتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تبلیغ کی راہیں کھول دی ہیں۔ آپ لوگوں کا فرض ہے۔ کہ ان سے فائدہ اٹھائیں کابل میں سید عبد اللطیف شہید کا خون ہمیں کہہ رہا ہے۔ کہ اے احمدیو تم نے میرا کیا بدلہ لیا۔ ہمیں اب کابل سے بدلہ لینا ہے۔ مگر تیر و تفنگ سے نہیں ہم شریفانہ بدلہ لیں گے۔ جو یہ ہے کہ کابل کے لوگوں کو ہدایت کی طرف دعوت دیں گے۔

پھر ایران ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ تمہیں میں نے اپنے ابناء سے مسیح موعود دیا۔ تم میرا حق کیوں نہیں دیتے۔ پھر عرب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کا معاوضہ طلب کرتا ہے۔ غرض آج ساری دنیا میں ہمیں مبلغ بھیجنے کی ضرورت ہے۔

تبلیغ کے لئے بیرونی طور پر مبلغ بھیجنے کے علاوہ اور بھی ذرائع ہیں۔ مثلاً یہ کہ ذاتی طور پر ہر ایک شخص کو تبلیغ کرنی چاہیئے۔ یہ مت کہو ہم کچھ جانتے نہیں۔ تم ان کو تبلیغ کرو جن کو کر سکتے ہو تم سوچو کہ کس پر تمہاری باتوں کا اثر ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق استخارہ بھی کرو۔ پھر ایک شخص کو تبلیغ کرو۔ اور عہد کرلو کہ ہر سال کم از کم ایک احمدی بنائینگے

اس کے علاوہ بعض متفرق باتیں ہیں۔ جو یہ کہ بعض لوگ ابھی اپنی لڑکیوں کو غیر احمدیوں کو دیتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ اپنی اولاد کو جہنم میں ڈالتے ہیں۔ نماز باجماعت بعض جگہ ادا نہیں ہوتی اس کا التزام چاہیئے۔ جن لوگوں کے اولاد ہے۔ وہ اپنے ایک لڑکے کو دین کے لئے مدرسہ احمدیہ میں داخل کریں۔

حضور کی یہ تقریر نہایت پر اثر اور پر زور تھی جس کا خفیف سا خاکہ اس وقت پیش کیا گیا ہے۔ اور مفصل الگ شائع ہوگی۔ لیکن وہ حصہ جس میں غیر مبایعین کی دعوت صلح کا حضور نے جواب دیا ہے۔ انشاء اللہ جلدی شائع کیا جائیگا۔

ضروری اعلان

قابل توجہ سکرٹری صاحبان

میں جملہ سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ کو اس کی تکلیف دیتا ہوں کہ وہ براہ مہربانی مجھے امور ذیل سے مطلع فرما کر میرے کام میں میری امداد فرمائیں۔

(۱) آپ کے ہاں مسجد احمدیہ ہے۔

(۲) پانچ نمازیں باجماعت ادا ہوتی ہیں۔

(۳) درس قرآن مجید ہوتا ہے۔

(۴) درس قرآن دینے اور دینی مسائل سکھلانے کے قابل کوئی شخص آپکے ہاں ہے

(۵) ایسا شخص کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے اور اس کی وجہ معاش کیا ہے۔

محمد سرور شاہ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

سنو اور سنکر قول احسن پر عمل کرو

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(فرمودہ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۹ء۔ مسجد نور)

والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا وانابوا الی اللہ لھم البشریٰ ج فبشر عباد ○ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ط اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب ○

(سورۃ الزمر۔ رکوع ۲)

معذرت پہلے اس کے کہ میں اس آیت کے متعلق جو ابھی میں نے تلاوت کی ہے۔ آپکے سامنے کچھ بیان کروں۔ اتنا کہدینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بوجہ ایک بہت لمبی اور طویل بیماری کے جس کا سلسلہ کلی طور پر اب تک بھی منقطع نہیں ہوا۔ میں ان احباب سے جو اس تقریب پر بیرونجات سے تشریف لائے ہیں شاید ان کے ارادے کے مطابق ملاقات نہ کر سکوں۔ گو جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا میں کوشش کرونگا کہ ان احباب سے ملاقات کروں۔ چونکہ میری صحت بہت کمزور ہے۔ اور زیادہ انبوہ پر طبیعت یکلخت گھبرا جاتی ہے۔ اس لئے میں نے انتظام کیا ہے۔ کہ ترتیب سے تھوڑے تھوڑے احباب ایک انتظام کے ماتحت مجھ سے ملاقات کریں۔ پس احباب کو ان منتظمین سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ جو ایک انتظام کے ماتحت ملاقات

کرانے کے لئے مقرر کئے جائیں۔ پچھلے جلسوں میں ایسا ہوتا رہا ہے۔ کہ بیعت کرتے وقت اکثر دوست میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ دیتے تھے۔ لیکن اب اگر میری پیٹھ کو ہاتھ لگ جائے تو میرے دل میں تکلیف پیدا ہوتی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر احباب اس بات کو مدنظر رکھیں تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ ان سے ملاقات بھی ہو جائیگی۔ اور مجھ کو تکلیف بھی نہیں ہوگی۔

طاغوت سے اجتناب چاہئے

اس کے بعد میں ان تمام دوستوں کو جو باہر سے قادیان میں تشریف لاتے ہیں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا وانابوا الی اللہ لھم البشریٰ وہ لوگ جو ایسی خبیث ہستیوں سے جن میں سرکشی کا مادہ ہو اجتناب کریں۔ یعنی جو ان کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ بلکہ ان کو چھوڑ کر خدا کی طرف توجہ کریں۔ اور اسی کی طرف جھک جائیں۔ ایسے لوگوں کیلئے بشارت ہے۔

بشارت کے معنی کیا ہیں

بشارت کے معنی ایسی عظیم الشان خبر کے ہیں جس سے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جائے۔ خواہ وہ اچھی ہو یا بری۔ اگر بری ہو تو چہرہ کا رنگ اُڑ جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی حادثہ ہو۔ کسی کے مال پر جان پر عزت پر آفت آ جائے یا لڑائی فتنہ کی خبر ہو اس سے اس کا رنگ اُڑ جاتا ہے۔ ایسی خبر کو بھی بشارت کہتے ہیں۔ صرف قرائن سے پتہ لگ سکتا ہے کہ اب یہ لفظ اچھے معنوں میں استعمال ہوا ہے یا بُرے معنوں میں۔

اور اسی طرح اچھے معنوں میں اگر استعمال ہو تو اس وقت اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ چہرہ پر خون پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جس شخص کو کوئی خوشی کی خبر معلوم ہو اس کا چہرہ تمتما اٹھتا ہے۔ اور سرخ ہو جاتا ہے۔ تو فرمایا کہ جو لوگ ایسی خبیث روحوں کی پیروی نہیں کرتے۔ اور اللہ کی طرف جھک جاتے ہیں۔ لھم البشریٰ ان کے لئے بشارت ہے۔ یعنی ان کے لئے خوشخبری ہے۔ ان کے لئے یہ ایسی خبر ہے۔ کہ خوشی سے ان کے چہرے چمک اٹھنے اور سرخ ہو جانے چاہئیں۔

بشارت کن کیلئے ہے

پھر فرمایا فبشر عباد بشارت دے میرے ان بندوں کو الذین یستمعون القول جو بات کو سنتے ہیں۔ خواہ وہ بات اچھی ہو یا بری اس کو سُن لیتے ہیں۔ لیکن ہر ایک بات کے پیچھے نہیں لگ جاتے۔ بلکہ فیتبعون احسنہ اتباع کرتے ہیں اچھی بات کی۔ وہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔ اور وہی ہیں جو عقلمند ہیں۔ اور دانا کہلانے کے مستحق ہیں۔

اس سے بتایا کہ اگر خوشخبری سننا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ یستمعون القول باتوں کو سنو اور جو ان میں سے بہتر ہوں ان کو قبول کرو۔ انسان کو روزانہ کچھ باتیں بیوی سے سننا پڑتی ہیں کچھ بچوں سے۔ کچھ دوستوں سے کچھ دشمنوں سے کچھ حاکموں سے کچھ اہل معاملہ سے۔ غرض بیشمار باتیں سننا پڑتی ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ ہر ایک بات جو کان میں پڑتی ہے۔ اسی کی پیروی کرتا ہے۔ نہیں بلکہ مومن انسان ان میں سے جو باتیں خدا کے رستہ سے روکنے والی اور اس کی رضا کے خلاف ہوتی ہیں۔ ان کو رد کر دیتا ہے۔ اور جو الٰہی منشاء کے مطابق اور رضامندی کا موجب ہوتی ہیں۔ ان کو اختیار کر لیتا ہے۔

آپ جس غرض سے یہاں آئے ہیں اسکو پورا کریں

آپ لوگ یہاں بیرونجات سے اپنی اپنی جماعتوں کے قائم مقام ہو کر آئے ہیں۔ اور آپ کے آنے کی غرض یہ ہے۔ کہ امور دینیہ کے متعلق ہدایات سنیں۔ اور اپنی ان ذمہ داریوں کو سوچیں۔ جو آپ پر دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ آپ میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جو سال میں ایک ہی دفعہ آتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جو دو تین بار آتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو اس سے بھی زیادہ دفعہ آتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو کئی سال کے بعد آتے ہیں۔ اب آپ لوگ جو دور دور سے اپنے وقتوں کو خرچ کرکے اپنے مالوں کو خرچ کرکے اپنے کاموں کو چھوڑ کر آئے ہیں۔ تو آپ کا فرض ہے کہ اس وقت کو صحیح طور پر خرچ کریں۔ اور یہاں آنے کی جو غرض ہو اس کو پورا کریں۔

میں اس وقت آپ لوگوں کو قرآن کریم کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ وہ بتلاتا ہے۔ کہ منافقوں کا قاعدہ ہے۔ کہ مجلس میں آتے ہیں۔ مگر جو کچھ وہاں ہو اس پر توجہ نہیں کرتے۔ پس آپ کا فرض ہے۔ کہ جب آپ آئے ہیں تو توجہ کریں۔ اور غور سے کام لیں۔ اور جو کچھ آپ کو سنایا جاتا ہے۔ اس کو سنیں۔ جب آپ آئے ہی یہاں اس لئے ہیں تو کیوں نہ اپنے وقت کو اسی میں صرف کریں۔

مجالس وعظ میں لوگوں کی حالت

بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ مجالس میں تو بیٹھتے ہیں۔ مگر ان کی خطیب کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ وہ نہیں توجہ کرتے کہ خطیب کیا بیان کر رہا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خطیب بیان کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ آرام سے سوئے رہتے ہیں۔ بعض لوگوں کو سونے کا مرض ہوتا ہے۔ مگر وہ مجبور ہوتے ہیں۔ ایک دوست نے سنایا کہ میں ایک جگہ گیا۔ اور وہاں تقریر قرار پائی۔ میں تقریر کرنے لگا تو ابتدائے بیان میں ہی صدر جلسہ سمیت سب کے سب سو گئے۔ جب میں تقریر ختم کر چکا تو کہا اب جاگو آخر میں نے جو کچھ کہنا تھا۔ میں کہہ چکا ہوں۔ جب وہ بیدار ہوئے تو معذرت کرنے لگے۔ غرض بعض لوگ مجلس وعظ میں آتے ہیں اور سو جاتے ہیں۔ یا دین کی تو

خطیب کے محض الفاظ یا اس کی حرکات سکنات پر ہوتی ہے۔ اور جو کچھ وہ بیان کرتا ہے اس سے وہ کورے کے کورے ہی چلے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کو کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایک مریض شخص طبیب کے پاس جائے اور وہ اس کو کوئی دوائی دے۔ لیکن مریض بجائے دوائی کو پینے کے سر پر انڈیل لے تو اس کو کیا فائدہ ہوگا کچھ بھی نہیں۔ پس جو لوگ اس طرح اپنے وقت کو ضائع کرتے ہیں وہ وقت کو بھی کھوتے ہیں مال کو بھی تباہ کرتے ہیں۔ اور جو کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے ان کے لئے یہ مثل صادق آتی ہے کہ نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ کیونکہ انہوں نے کچھ فائدہ بھی نہ اٹھایا۔ اور مال و وقت صرف کر کے جیسے آئے تھے ویسے ہی چلے گئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب و باوا نانک کے دو قصہ

ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کے پاس ایک شخص آیا کہ وعظ میں تو لوگ سو جاتے ہیں۔ اور کنچنی کے ناچ میں لوگ خوب سنتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ چونکہ اس شخص نے اس طرح دین کی باتوں پر ہنسی کی تھی اس لئے حضرت شاہ صاحب نے اسے مناسب موقعہ یہ جواب دیا کہ کیا کوئی شخص پاخانہ میں بھی سوتا ہے سوتا وہیں ہے جہاں روح کو آرام پہنچتا ہو۔ یہ جواب موقعہ کے لحاظ سے درست تھا۔ لیکن حق یہی ہے کہ وعظ میں وہی لوگ سوتے ہیں جن پر غفلت طاری ہوتی ہے۔ اور جن کی توجہ وعظ کی طرف نہیں ہوتی۔

مشہور ہے کہ باوا نانک صاحب ایک ملا کے پیچھے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ مگر اتنے میں باوا صاحب نے نیت توڑ دی اور الگ گوشہ میں جا کر نماز پڑھ لی۔ جب جماعت ہو چکی۔ تو ملا صاحب ناراض ہوئے۔ کہ تم نے ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھی باوا صاحب نے کہا کہ آپ نماز میں کبھی کہیں جاتے تھے کبھی کہیں۔ کبھی آپ پشاور میں جاتے تھے۔ کبھی کابل میں۔ کبھی آپ دلی میں جاتے تھے۔ کبھی اور جگہ۔ چونکہ مجھ میں اتنی طاقت سفر نہ تھی اس لئے میں نے نیت توڑ کر الگ نماز پڑھ لی۔ تو ملا صاحب اگرچہ نماز پڑھا رہے تھے۔ مگر ان کے خیالات کہیں کہیں بھٹک رہے تھے۔ اس لئے ان کی نماز حضور قلب سے نہ تھی۔

بعض لوگ سنتے ہیں مگر اعتراض کیلئے

بعض لوگ مجلس وعظ میں بیٹھے ہوئے دور دور کی خبریں لاتے ہیں۔ لیکن جو کچھ ان کے سامنے ہو رہا ہوتا ہے۔ اس سے غافل ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ سنتے بھی ہیں۔ مگر سمجھنے اور فائدہ اٹھانے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ دیکھیں خطیب کہاں کہاں غلطی کرتا ہے۔ انکی نظر الفاظ کی غلطی اور سقم پر ہوتی ہے حرکات پر ہوتی ہے مطالب اور معانی اور مسائل ان کو مدنظر نہیں ہوتے۔ ایک دفعہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لکھنؤ سے آیا اور حضور سے گفتگو کرتا رہا۔ آخر میں کہنے لگا کہ آپ کیا مسیح موعود ہونگے۔ آپ قرآن کا قاف تو ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مولوی عبداللطیف صاحب (شہید) حضور کے پاؤں دبا رہے تھے۔ انہوں نے اس شخص کو تھپڑ مارنا چاہا۔ مگر حضرت اقدس نے ہاتھ پکڑ لیا۔ تو بعض لوگ وعظ سنتے ہیں۔ مگر اس نیت سے کہ دیکھیں واعظ کہاں کہاں غلطی کرتا ہے۔ محاسن پر ان کی نظر جاتی ہی نہیں۔

مومن فرائض کے سوا سنن و نوافل کو بھی ادا کرتا ہے

پس مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی توجہ سے سنے اور جو قابل عمل ہو اور اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اسپر عمل کرے۔ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ پکے مومن ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کے عاشق بن جائیں مگر چھلانگ کر اس منزل کو طے کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ زینہ بزینہ ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ [illegible] ایک بات پکڑ لی ہے۔ وہ ہماری نجات کے لئے کافی ہے۔ عاشق کا تو قاعدہ ہے۔ کہ وہ دوست کے رستہ میں جس قدر دقتیں مصیبتیں آتی ہیں۔ ان کو نہایت شوق و ذوق سے جھیلتا ہے۔ جو اللہ کی طرف سے فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ان پر عمل کرتا ہے۔ بلکہ چاہتا ہے۔ کہ خدا کے لئے اگر اور بھی کچھ کام ہوں تو ان کو بھی بجا لاؤں۔ کوئی آدمی صرف اسپر خوش نہیں ہوگا کہ وہ محض قید سے آزاد کر دیا جائے۔ بلکہ انعام یافتوں میں سے ہونا پسند کریگا۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ اگر کسی دانا انسان کو انعام دیا جائے تو وہ کہے کہ مجھے مہربانی کر کے یہ نہ دیجئے بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ لینے کی کوشش کرے گا۔ پس ایک وصل الی اللہ کے لئے جس قدر اس سے ہو سکیگا کوشش کریگا۔ اور صرف فرائض کے ادا کرنے پر ہی اکتفا نہیں کریگا۔ ہماری شریعت لعنت نہیں بلکہ رحمت ہے۔ جو اسپر عمل کریگا وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ پائیگا۔

ہمارا جلسہ میلہ نہیں بلکہ اس کے مقاصد خاص ہیں

پس جو یہاں آئے ہیں۔ اگر وہ استماع نہیں کرتے بوجہ ادھر ادھر پھرتے رہتے ہیں۔ تو وہ اپنے اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ میلہ نہیں ہے۔ یہ جلسہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اس لئے قائم کیا گیا ہے۔ کہ وہ صدیوں کے زنگ جو انسانی قلوب پر چھائے ہوئے تھے دھوئے جائیں۔ اور وہ جو صدیوں سے تاریکیوں اور ظلمتوں میں پڑے تھے۔ ان کو روشنی کے بلند مینار پر پہنچا دیا جائے۔ پس اس مقام پر لوگوں کو خدا تعالیٰ اس لئے جمع کرنا چاہتا ہے۔ کہ تا ان کو پاک کرے۔ جو شخص ان اغراض کو پورا نہیں کرتا۔ اس کا ایمان

خطرہ میں ہے۔ آپ لوگوں کے پاس تھوڑا وقت ہے۔ پس چاہیئے کہ اس کو آپ اچھی طرح صرف کریں اور اس سے بہت زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اور جو باتیں آپ کو بتائی جائیں ان پر عمل کریں۔ چونکہ ہمارا تمام دنیا سے مقابلہ ہے۔ اور ہماری تعداد و طاقت ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ اس لئے ہمیں بہت ہی کوشش کی ضرورت ہے۔ ہر وقت چوکس رہو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے تاکہ اس وقت ہم سستی کریں اور جستی سے کام نہ لیں۔ اور ان ہتھیاروں سے کام نہ لیں۔ یا ان کو استعمال کرنا نہ سیکھیں۔ جو آسمان سے ہمارے لئے نازل کئے گئے ہیں۔ تو طاقتور دشمن کا کیا مقابلہ کر سکیں گے۔ پس آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ ان ہتھیاروں کا استعمال سیکھیں۔ تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر ہو۔ اور آپ کے ذریعہ وہ نور دنیا میں پھیلے۔ جو مدت سے دنیا میں گم ہو چکا تھا۔ اگر آپ لوگ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وارث ہو جائیں گے۔ اللہ کی رحمت ہو اس پر جو بات کو سنے اور سمجھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اور اللہ کی برکتیں ہوں ان پر جو دین کے لئے کوشش کریں۔

ہندوستان کی خبریں

نابھ پولیس کی لاہور میں گرفتاری ریاست نابھ کی پولیس کے تین افسروں نے سردار سنت سنگھ سوداگر انار کلی جو پہلے ریاست نابھ میں پرائیوٹ سکرٹری رہ چکے ہیں بلا کسی وارنٹ کے گرفتار کر لیا۔ لیکن لاہور کے ڈپٹی کمشنر نے اسکی اطلاع پاکر سردار سنت سنگھ کو رہا کرا دیا۔ اور پولیس افسران کو تا تحقیقات زیر حراست رکھنے کا حکم دیا ہے۔

مسٹر راس مسعود کی ملازمت میں توسیع ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام نے مسٹر راس مسعود ناظم تعلیمات کی مدت ملازمت میں دو سال کی توسیع منظور کی ہے۔

میل اسٹیمر ناگویا۔ میل اسٹیمر ناگویا جمعہ کے روز صبح کو بمبئی پہنچ گیا۔

ولایت جانیوالی ڈاک۔ اسٹیمر ڈویشن ڈاک لے کر سنیچر کو بمبئی سے ولایت کے لئے روانہ ہو گیا۔

اشتہارات

مرزا مہدی اُمّ

خوشخبری مہدی نکالی چھپائی عمدہ

۱۔ حربہ احمدیہ غیر احمدیوں سے ۵۵ سوال ار کسر صلیب ۲ خطبہ مسیح ۱۔ مرزا استیانوں کی پہچان کے ۲ نشان نوشتہ خلیفہ اول ۔ آئینہ حق نما ۳ فرقان ۔ قول فیصل پیغامیوں کے جواب ۔ سوکھ سیدھ ہر دو حصہ حق الیقین ۔ حقیقۃ الرؤیا ۱۰ تذکرۃ المہدی قاعدہ یسرنا القرآن ۳ قبولیت دعا کے ۲ گر ۔ پارہ اول ہر قسم مترجم مکمل ہر سہ حصہ ۔ اس کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کی جملہ کتب محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان سے طلب کریں۔

احمدی بچوں کا ماہواری رسالہ

اتالیق۔ جس میں طلباء اور دوسرے بچوں کے مناسب حال کئی قسم کے [illegible] مضامین چھپا کریں گے۔ انشاء اللہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۹ء سے نکلتا ہے تقطیع موزوں اور خوبصورت صفحے ۳۲ قیمت عہ سالانہ فی پرچہ ۲ بارگاہ خلافت سے اجازت رسالہ کی منظوری مل گئی ہے۔ حضرت ام المومنین مدظلہا نے سرپرستی کا شرف بخشا ہے بڑے بڑے قابل احباب و بزرگان نے قلمی امداد کا وعدہ فرمایا ہے خریداروں کے نام درج رجسٹر ہو رہے ہیں۔ درخواستیں مع قیمت پیشگی بہت جلد اس پتہ پر آئیں

(ماسٹر) احمد حسین فرید آبادی قادیان ضلع گورداسپور

حب اکسیر جنین

یہ گولیاں مولانا نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب ہیں۔ جو گھر اسقاط حمل یعنی اٹھرا کی بیماری کی وجہ سے ویران تھے جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر دل کو پاش پاش کر دیتی تھی یا قبل از وقت حمل ضائع ہو جایا کرتے تھے یا جن کے بچے پیدا ہونے کے بعد کچھ دن زندہ رہکر فوت ہو جایا کرتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے نا امید و مایوس ہو چکے تھے اب وہ سب گھران گولیوں کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ بھرے پڑے ہیں قیمت فی تولہ عہ

نظام جان عبد الرحمن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

آنکھیں بڑی نعمت ہیں

ان کی قدر کرو۔ اگر ان کے متعلق کوئی شکایت ہے تو اسکے علاج میں کوئی سستی نہ کرو خاکسار کو امراض چشم کے معالجہ کا بفضل خدا اچھا تجربہ ہے مرض کی تشخیص کے لئے پہلے معائنہ کرنا ضروری ہے اس کے بعد مناسب دوا دیجاتی ہے اور آنکھیں بنائی بھی جاتی ہیں ناخونہ دھند پڑوال پھولا۔ جالا گرے ضعف بصارت خارش چشم وغیرہ امراض میں سے تشخیص شدہ شکایات کے لئے خاکسار کی مفصلہ ذیل ادویہ بفضل خدا نہایت مفید و موثر ہیں جو بذریعہ وی پی بھیجی جاتی ہیں۔ دیگر امور ضروری بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیں۔ ککروں کا سرمہ فی تولہ ۲ چک کوئی داغ ضعف بصر فی تولہ ۱ عہ خارش چشم کا مجن فی تولہ ۸ سرمہ زنگار نسخہ حضرت مولوی نور الدین صاحب طبیب شاہی فی تولہ ۸ عہ سرمہ مروارید فی تولہ ۵

ملنے کا پتہ

حکیم محمد اسمٰعیل (گرد یوالہ) قادیان ضلع گورداسپور

الفضل ایک ایسی جماعت کا آرگن ہے جو خدا کے فضل سے تعلیم یافتہ ہے۔ اور جس میں ہر طبقہ کے آدمی پائے جاتے ہیں اور مذہبی اخبار ہونے کی وجہ سے ہر شخص اس کا فائل محفوظ رکھتا ہے